اسلامی تہذیب یک تخمی بہار ہے

جناب پروفیسر محمد سلیم صاحب

اسلامی علوم و فنون اور اسلامی تہذیب پر لکھنے والوں کے لیے چند بنیادی اُمور کا ذہن میں مستحضر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ عام طور پر مصنفین اس کی جانب سے غفلت برتتے ہیں۔ جس کے بعد وہ غلط راہوں میں نکل جاتے ہیں۔

اس اُمت پر اللہ تعالیٰ کے جو عظیم احسانات اور انعامات ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اُس نے ہادیٔ عالم اور داعی اعظم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۳ سال کی طویل مدت میں آخری صحیفۂ ہدایت قرآن مجید نازل فرمایا، دینِ حق کی تکمیل فرما دی اور فرمایا:

"آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے۔ اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔"

یہ اعلانِ حق اس امر کی ضمانت دیتا ہے کہ دینِ اسلام نوعِ انسانی کی انفرادی، اجتماعی اور بین الاقوامی رہنمائی اور رہبری کے لیے واحد کتابِ ہدایت اور ضابطہ ہدایت ہے۔ اب کسی دوسرے در پر دستک دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہدایت نامہ تمام اقوامِ عالم کے لیے ہے۔ اور قیامت تک کے لیے جاری اور نافذ رہے گا۔ مقصودِ حیات اور اختتامِ حیات کی فلسفیانہ بھول بھلیوں میں بھٹکنے سے رب کریم کی رحمت نے انسانوں کو بچا لیا۔

اس کتابِ ہدایت کو مسلمانوں نے اپنی اصل حالت میں محفوظ رکھا۔ اصل مصحفِ عثمانی

کے نسخے بھی آج تک موجود ہیں۔ اوّل روز سے ہر دور اور ہر ملک میں لاکھوں انسانوں کے سینہ میں یہ کتاب محفوظ رہی ہے۔ اس طرح خدائی وعدہ پورا ہوا۔ "ہم نے یہ ذکر (قرآن) نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں"۔

دوسرا انعام یہ ہے کہ یہ دین ایسی سرزمین پر نازل ہوا، جہاں ماضی میں نہ کبھی کوئی حکومت تھی نہ کوئی سلطنت۔ نہ وہاں تمدن کی رونق تھی نہ علوم و فنون کی گرم بازاری۔

ع بے جہتی تھی یہ ساری خدا کی زمین

اس لیے یہاں کے رہنے والے انسانوں کے اذہان صاف اور سادہ تھے۔ فکری زیغ اور تمدنی بیماریوں سے محفوظ تھے۔ اس لیے جب یہ دین وہاں نازل ہوا تو اپنی اصلی حالت میں محفوظ رہا۔ بیرونی اور خارجی کسی قسم کی آمیزش اور ملاوٹ اس میں نہ ہو سکی۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ دوسرے ادیان میں اور دوسری کتابوں میں ان کے پیروکاروں نے آمیزش کی اور ملاوٹ کی حتیٰ کہ کتاب میں تحریف کر دی اور اس دین کا حلیہ بگاڑ ڈالا اور اس کی صورت مسخ کر ڈالی۔

تیسرا انعام یہ ہے کہ داعی اور ہادی نے اپنی زندگی میں اس دین کو عملاً برپا کر دیا۔ زندگی کے تمام گوشوں میں دین کے احکام نافذ کر دیئے۔ دین خالص کی بنیادوں پر ایک اسلامی معاشرہ تشکیل دے دیا۔ ایک ہیئت حاکمہ۔ خلافت نبوت ۔ قائم کر دی۔ اس طرح جو دین نافذ ہوا وہ خالص تھا۔ جو معاشرہ تشکیل پایا وہ صحیح بنیادوں پر استوار ہوا۔ جو خلافت تھی وہ علیٰ منہاج نبوت پر قائم تھی۔ اس لیے یہ ایک مثالی معاشرہ تھا اور مثالی حکومت تھی۔ یہ نمونہ رہتی دنیا تک کے لیے معیاری نمونہ ہے۔

اس معیاری نمونہ کو اصطلاحی زبان میں سنتِ رسول اور احادیثِ رسول کہتے ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اقوال اور افعال ہیں جو اس نمونہ کے برپا کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمائے۔ صحابہ کرام نے ان سب کو محفوظ کر لیا۔ ان کی تعداد بارہ ہزار سے زیادہ نہ ہوگی۔ مگر اس سلسلہ میں صحابہ کرام اور بعد میں محدثین عظام کا کمال یہ ہے کہ ان اقوال کے جتنے مختلف VERSION ہو سکتے تھے، جتنے مختلف راوی ہو سکتے تھے، ان سب کو انہوں نے محفوظ کر لیا۔ ان اقوال کے بیان کرنے والے راویوں کی تعداد عہد بہ عہد کوئی پانچ لاکھ ہوتی

ہے۔ محدثین کرام نے ان کے بیان کو جانچنے کے لیے ان کی سوانح حیات جمع کیں۔ اس طرح کوئی پانچ لاکھ افراد کی سوانح حیات محفوظ کر لیں۔ یہ دوسرا عظیم کارنامہ ہے۔ اس طرح چھ صدیاں مسلمانوں نے احادیث کی چھان پھٹک میں بسر کر دیں۔ اور بالآخر مجموعہ احادیث کو صاف ستھرا بنا کر پیش کر دیا۔ دوسری کوئی قوم اس خصوصیت میں مسلمانوں کے پاسنگ بھی نہیں ہے۔

چوتھا بڑا انعام یہ ہے کہ داعی کی وفات کے بعد اس کے مستند اور معتبر ترین شاگردوں یعنی خلفاء نے مدینہ کی نئی طرز کی ریاست کی سربراہی اختیار کی۔ جہاں انھوں نے ریاست کی وسعت میں جزیرۃ العرب بلکہ ہمسایہ ملکوں تک کو شامل کر لیا۔ وہاں پوری مملکت میں اعتقادات و عبادات، اخلاق و عادات، تعلیم و تربیت، معیشت و معاشرت، ریاست و حکومت، قانون و عدالت تقویٰ و خدا خوفی کی فضا کو عام کر دیا۔ سارے افراد بدل گئے، سارا معاشرہ بدل گیا۔ ایک نیا جہاں پیدا ہو گیا۔ نئے ولولے اور نئی اُمنگیں دلوں میں موجزن ہو گئیں۔ جہاں نظام اجتماعی کے تمام شعبے کارفرما تھے۔ جہاں شریعت اسلامیہ پوری طرح نافذ العمل تھی۔

اسلام میں علوم و فنون کی گرم بازاری اور ریاست حکومت کے چرچے سب اسلام کے بعد ہوئے ہیں۔ سب قرآن و سنت سے ماخوذ ہیں۔ علوم و فنون کی ایجاد و انکشاف میں عرب قوم کسی دوسری قوم کی ممنونِ احسان نہیں ہے۔ انھوں نے کسی دوسری قوم کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا۔ شریعت و قانون میں کوئی بیرونی آمیزش اور ملاوٹ نہیں ہوئی۔ اس طرح دنیا کی تاریخ میں اسلام واحد دین اور واحد نظامِ حیات اور نظامِ فکر ہے جو ابتدائی نصف صدی بلا کم و کاست اپنی اصلی حالت میں چلتا رہا ہے۔ اس عرصہ میں کسی خارجی تہذیب اور کسی خارجی تمدن کا اس پر پرتو نہیں پڑا۔ کسی سے اس کو داد و ستد کا معاملہ نہیں کرنا پڑا۔ کسی قوم کی آمیزش اور ملاوٹ نہیں ہوئی۔ داخلی قوتِ حیات سے اسلامی تہذیب خود بخود وسعت پذیری کرتی رہی۔

جب اسلامی تصورات مستحکم ..... اور مضبوط ہو گئے۔ تب اسلامی تہذیب کا واسطہ دوسری تہذیبوں اور دوسرے تمدنوں سے پڑا ہے۔ اس وقت دین کے سرچشمے صاف و شفاف جاری و ساری ہو چکے تھے۔ یہ محفوظیت بھی قرآن کی حفاظت کا ایک جلوہ ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ محفوظیت اور خالص ہونے کا یہ شرف بھی صرف دین اسلام کو حاصل

ہے، اور نہ ہمیں معلوم ہے کہ دوسرے ادیان کے دستیاب مآخذ غایت درجے بگڑ چکے ہیں۔ وہاں اس حقیقت کی سراغ رسانی کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔

دُنیا جہاں کی ساری تہذیبیں تالیفی اور امتزاجی (SYNTHETIC) ہیں۔ ان سب کے برخلاف اسلامی تہذیب یک تخمی بہار (بے آمیز) ہے ـــــ جس طرح ایک بیج سے تناور اور چھتنار درخت پروان چڑھتا ہے۔ اسی طرح کتاب و سنت کی بنیاد پر اسلامی تہذیب پروان چڑھتی ہے۔ دُنیا کی ساری تہذیبیں تالیفی مجموعے ہیں۔ یہ اگر کوئی درخت ہے تو ایک ایسا درخت ہے جس میں بھانت بھانت کی شاخیں جوڑ دی گئی ہیں۔ ان تہذیبوں کی مثال اس نادان بچے کی سی ہے جو ساحلِ سمندر پر خوش رنگ پتھروں سے اپنی جھولی بھر لیتا ہے۔ ان تہذیبوں میں حق کے ساتھ باطل کی بھی آمیزش ہے۔ حقیقت روایت میں گم ہو گئی ہے۔

ان کے برعکس اسلامی تہذیب کی بنیاد قرآن و سنت کے ابدی سرچشموں پر رکھی ہے۔ یہ سرچشمے آج بھی صاف اور شفاف حالت میں موجود ہیں۔ آج بھی کھرے اور کھوٹے کی تمیز ہو سکتی ہے۔ اس تہذیب کے مختلف اجزا کے درمیان منطقی ربط موجود ہے۔ ان کے درمیان یک رنگی اور یکسانیت کی رُوح کارفرما ہے۔ دوسرے لوگ فخر کرتے ہیں کہ ان کی تہذیب جامع ہے۔ ہاں رطب و یابس کی جامع ہے۔ اسلام اس بات پر فخر کرتا ہے کہ اس کی تہذیب خالص ہے اور نمو پذیر ہے، مگر بیرونی آمیزش سے محفوظ ہے۔

اسلامی تہذیب کے تالیفی ہونے کا شور مستشرقین گذشتہ صدی سے مچا رہے ہیں۔ اس شور و غُل کا محرک معلوم ہے۔ وہ اسلامی تہذیب کو کسی نہ کسی طرح "تالیفی" قرار دے کر یہ چاہتے ہیں کہ اسلامی تہذیب میں مزید ملاوٹ کا دروازہ کھول دیا جائے تاکہ وہ جدید مغربی تصورات اور ادارات کو بغیر کسی ذہنی تحفظ کے اسلام میں داخل کر دیں۔ اور اس طرح اسلام کی یک رنگی کو مجروح کر دیں۔ ان کی نیتیں فاسد ہیں۔ ان کے ارادے خراب ہیں۔ ان سے متاثر ہو کر بعض مغرب زدہ مسلمان بھی اسلامی تہذیب کے تالیفی ہونے کا ترانہ الاپنے لگے ہیں۔ ان بیچاروں کو نہ اسلام کی خبر ہے اور نہ مستشرقین کی نیتوں کی خبر ہے۔